Scholar Insight Journal https://scholarinsightjournal.com
ISSN (Online): 3006-9785 ISSN (Print): 3007-245X
June-2024, Vol. 2, No. 1, P. 21-37

Analytical study of Research process

تحقیقی عمل ایک مطالعہ: جائزہ

Maryam Azeem[1] Dr. Rukhsana Baloch[2]

[1]Ph.D Scholar, Department of Urdu,MY University, Islamabad. Pakistan. maryamazeem1994@gmail.com
[2] Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College University for Women, Faisalabad.

Abstract:

The research process is a systematic and structured approach to investigate scientific queries and hypotheses. This analytical study explores the various stages involved in the research process, highlighting critical steps such as identifying research problems, reviewing literature, formulating hypotheses, designing research methodologies, collecting data, and analyzing results. Emphasis is placed on the importance of selecting appropriate research designs and methods to ensure validity and reliability. The study also examines the ethical considerations inherent in conducting research and the significance of peer review in enhancing the credibility and accuracy of scientific findings. Additionally, the role of technological advancements and statistical tools in data analysis is discussed, showcasing their impact on improving research efficiency and precision. The findings suggest that a thorough understanding and meticulous execution of each phase in the research process are vital for producing robust and replicable outcomes. This comprehensive analysis aims to provide researchers with a detailed framework to enhance the quality and effectiveness of their research endeavors.

Keywords: research process, research methodology, hypothesis formulation, data collection, data analysis, research ethics,

موضوع کا تعارف:

تحقیق کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

تحقیق سے مراد کسی شے کی حقیقت کا اثبات حقائق کی بازیافت، حقائق کا تعین اور ان سے نتائج کا استخراج حق کی تلاش، حق کی جستجو، تحیر یا شک کو دور کرنا، یقین کو حاصل کرنا، بار بار تلاش و جستجو کرنا تاکہ حقیقت یا حق واضح ہو جائے۔ موجودہ دور کی سائنسی ایجادات تحقیق ہی کی مرہون منت ہیں۔ لیکن مواد جمع کرنا ہی تحقیق نہیں بلکہ متعلقہ جمع شد مواد سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا تحقیق کہلاتا ہے۔ ادبی حوالے سے تحقیق (Research) کو ہمیشہ ایک فن (Art) تسلیم کیا گیا ہے اور تحقیق کار (Researcher) کے لیے فنی اصطلاح "محقق" مدتوں سے رائج ہے۔ تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے اس لفظ کا اصل "حق" ہے جس کے اصلی حروف ح ق ق ہیں، حق سے تحقیق بنا ہے۔ جس کا مطلب ہے حق کو تلاش

کرنا یا حق کی طرف پھیرنا۔ حق کے معنی سچ ہیں۔ مادہ حق سے دوسرا لفظ حقیقت بنا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ تحقیق سچ یا حقیقت کی دریافت کا عمل ہے۔

تحقیق کے لیے انگریزی زبان میں جو لفظ مستعمل ہے وہ Research ہے جس کے معنی ہیں تحقیق، حقائق یا اصول کی تلاش میں پر مغز تفتیش / کھوج، ایک تجزیاتی تحقیق، چھان بین، تحقیق علمی۔۔۔ جبکہ تحقیق کرنے والا محقق Researcher, Researchist کہلاتا ہے۔ اُردو میں محقق کے لیے کھوجی او تفتیش کنندہ بھی استعمال کیا جاتا ہے ریسرچ دو الفاظ Re اور Search کا مجموعہ ہے۔ Re کا مطلب ہے دوبارہ اور Search کا مطلب ہے تلاش، جستجو، کھوج لفظی معنی پر غور کریں تو ریسرچ کا مطلب ہے ۔ دوبارہ تلاش کرنا۔ لیکن اصطلاح میں Research انتہائی سچائی اور حقائق کی تلاش کا نام ہے۔ انسان چونکہ فطرتاً اور طبعاً حقیقت کی جستجو میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ حاصل شدہ علم اور معلومات کی تصدیق کا خواہش مند رہتا ہے۔ لہٰذا اس تنگی کو دور کرنے کے لیے Research کی جاتی ہے۔

تحقیق کے مفاہیم و مطالب مشرقی تنقید و ادب کی روشنی میں:

"فرہنگِ آصفیہ" میں تحقیق کے معنی کچھ یوں ہیں:

"تلاش، تجسس، تفتیش، چھان بین، کھوج، سراغ، دریافت اور جانچ۔"(1)

"فیروز اللغات" میں تحقیق کے معنی یہ بتائے گئے ہیں:

"(۱) اصلیت معلوم کرنا، دریافت کرنا (۲) درستی، صحت (۳) دریافت، تفتیش، جانچ، پڑتال (۴) سچائی، صداقت، اصلیت (۵) یقین (۶) پایہ ثبوت کو پہنچنا (۷) درست، ٹھیک، سچا۔"(۲)

مالک رام تحقیق کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"تحقیق کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہم اپنے علم و ادب میں کھرے کو کھوٹے سے، مغز کو چھلکے سے حق کو باطل سے الگ کریں۔ انگریزی لفظ ریسرچ کے بھی یہی معنی اور مقاصد ہیں۔"(۳)

قاضی عبدالودود تحقیق کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"تحقیق کسی امر کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے ... کوشش کامیاب بھی ہوتی ہے اور ناکام بھی ... حقیقت موجود ہے یہ دوسری بات ہے کہ ہمارے پاس اس کے دریافت کرنے کے نامکمل ذرائع ہیں۔"(۴)

ڈاکٹر گیان چند قاضی عبدالودود کی متعین کردہ اس تعریف کو ناکافی اور مبہم قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"اگر حقیقت افشا ہے تو اس کی اصل شکل کو دیکھنا تحقیق نہیں کہنا یہ چاہئے کسی امر کی اصل شکل پوشیدہ یا مبہم ہو تو اس کی اصلی شکل کو دریافت کرنے کا عمل تحقیق ہے۔"(۵)

کسی بھی حقیقت کو پوشیدہ یا مبہم بنانے میں انسانی زاویہ نگاہ بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ایک ہی چیز میں دو مختلف زاویہ نگاہ رکھنے والے افراد کے لیے مختلف حقیقتیں پنہاں ہو سکتی ہیں یا ایک حقیقت ایک زاویہ سے صاف اور واضح جبکہ دوسرے زاویے سے مبہم بھی نظر آسکتی ہے۔ نذیر احمد اس بات کو مزید واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"حقیقت خواہ کسی قسم کی ہو، اس کے سلسلے میں جو کوشش کی جائے وہ تحقیق کی حد میں شامل ہوگی۔ بسا اوقات محقق جس نتیجے پر پہنچا ہے وہ دراصل عین حقیقت نہیں ہوتی بلکہ محدود ذرائع و وسائل تحقیق کی بنا پر اسی نتیجے کو حقیقت کا نام دینا پڑتا ہے۔"(۶)

ڈاکٹر سید عبداللہ اپنے مضمون "تحقیق و تنقید" میں بیان کرتے ہیں:

"تحقیق کے لغوی معنی کسی شے کی حقیقت کا اظہار یا اس کا اثبات ہے۔ اصطلاحاً یہ ایک ایسے طرز مطالعہ کا نام ہے جس میں موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔"(۷)

آغا افتخار حسین رقم طراز ہیں:

"تحقیق حقیقت کی جستجو ہے اور چونکہ حقیقت اکثر پنہاں اور گریزاں رہتی ہے اس لیے اس کو پانے کے لیے جستجو کرنا پڑتی ہے۔"(۸)

تحقیق کے مفاہیم و مطالب مغربی تنقید و ادب کی روشنی میں

آکسفورڈ ڈکشنری نے تحقیق کے یہ معنی بتائے ہیں:

"(۱) کسی مخصوص چیز یا شخص سے متعلق گہری یا محتاط تلاش کا عمل (۲) کسی حقیقت کے انکشاف کی غرض سے محتاط غور و فکر یا کسی مضمون کے مطالعہ کے ذریعے تلاش یا چھان بین، ناقدانہ یا سائنسی سلسلہ تلاش (۳) کسی مضمون کی چھان بین یا مسلسل مطالعہ (۴) دوسری بار یا بار بار کی تلاش۔"(۹)

"Merriam Website online Dictionary" میں تحقیق کے بارے میں یوں لکھا ہے:

"Research:

1.Careful or diligent search.

2.Studious inquiry

or examination; especially:

investigation or experimentation aimed at the discovery

and interpretation of facts, revison of accepted theories

or laws in the light of new facts, or practical application of such new or revised theory of law."(10)

ڈاکٹر نجم الاسلام چند انگریزی محققین کی آراء پیش کرتے ہیں: مثلاً

Rusk (رسک) کا نقطہ نظر:

"تحقیق کیا ہے؟ ایک نقطہ نظر اور تفتیش کا انداز یا ذہن کا ایک طریق کار۔ یہ سوالات اٹھاتی ہے جو ابھی تک اٹھائے نہ گئے ہوں اور ایک خاصے متعین طریق کار کے ساتھ ان کا جواب دینے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ صرف نظریہ سازی نہیں بلکہ ایک کوشش ہے، حقائق کے استخراج کی اور جب وہ یکجا کر لئے گئے ہوں تو مجتمع شکل میں ان کا سامنا کرے گی۔"

اسمتھ (Smith):

"تحقیق، شامل ہے محتاط اور ناقدانہ تلاش و تفتیش اور جانچ پرکھ کو، جو حقائق یا اصولوں کی تلاش میں کی جائے۔"

وھٹنے (Whitney):

"تحقیق سوچ بچار کا ایک منظم اور شستہ طریق کار ہے جو مخصوص آلات یا طریق عمل سے کام لے کر کسی مسئلے کا ایک مناسب حل نکالتی ہے۔"

پال(Paul):

"تحقیق کیا ہے؟ایک منظم و مربوط تلاش، غیر منکشف حقائق کی، ایک انداز کی، جس کے ذریعے لوگ مسائل کی گتھیاں سلجھاتے ہیں اور کوشاں رہتے ہیں کہ انسانی جہل و ناواقفیت کی سرحدیں پیچھے دھکیل دیں۔"

چارٹر(Charter):

"تحقیق میں دو خصوصیات لازمی ہیں، ایک مسئلہ جو کسی ذریعے سے منتخب کیا گیا ہو دوسرے یہ کہ عالمانہ طریقے اور محتاط طور پر اس کا حل پالیا گیا ہو۔"(11)

تحقیق سے مراد ہے حق کی تلاش۔ حق جو معلوم ہے یا نہیں لیکن وہ موجود ہے۔ اگر انگریزی Research کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو واضح ہو گا کہ Research کے معنی بھی دوبارہ کھوج کے ہیں۔ کوئی ایسی شے تلاش کرنا جو موجود ہے۔ ہے۔ لیکن لاعلمی کے اندھیروں میں گم ہو چکی ہے یہ ہو سکتا ہے کہ لفظ تحقیق کے لیے کوئی اور بہتر مترادف لفظ تلاش کر لیا جائے لیکن کسی بہترین مترادف کی عدم موجودگی میں Research ہی سب سے اچھا مترادف ہے۔ ڈاکٹر گیان چند کی متعین کردہ تعریف تحقیق کو بہت حد تک واضح کر دیتی ہے۔ وہ یوں رقم طراز ہیں:

"ریسرچ ایک حقیقت پنہاں یا حقیقت مبہم کو افشا کرنے کا باضابطہ عمل ہے اور اسی تعریف سے تحقیق کا مقصد بھی صاف ہو جاتا ہے نامعلوم یا کم معلوم کو جاننا۔ یعنی جو حقائق ہماری نظروں کے سامنے نہیں ہیں انہیں کھوجنا، جو سامنے تو ہیں لیکن دھندلے ہیں ان کی دھند دور کر کے انہیں آئینہ کر دینا۔"(۱۲)

گویا ہم اس ساری بحث سے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تحقیق ایک ایسے طرز فکر کا نام ہے جو منظم اور سائنسی طریق کار کو بروئے کار لاتے ہوئے مخصوص میدانوں میں، پیش نظر مسائل کا حل تلاش کرتی ہے۔ یا اٹھائے گئے سوالوں کا جواب پیش کرتی ہے۔

اصل تحقیق وہ ہے جو انسان کے اندر سے سوال بن کر ابھرے غیر شعوری یا غیر ارادی کوئی ادب پارہ مل گیا تو وہ تحقیق کے مفہوم کے ضمن میں نہیں آئے گا۔ کسی ایسی دریافت یا پہلے سے دریافت شدہ حقائق میں مزید اضافہ ارادی اور شعوری طور پر ہونا چاہئے۔

جدید محققین کا یہ بھی ماننا ہے کہ حقیقت ایک سی ہے۔ اس کی تعبیر مختلف ہے اور حقیقت تعبیر طلب ہوتی ہے، تفسیر طلب ہوتی ہے۔

لہذا اب ہم جانتے ہیں، بات کرتے ہیں کہ تحقیق کا طریقہ کار کیا ہے اور کس طرح اپنا سفر نظریات سے عملیات کی جانب شروع کرتی ہے۔

تحقیق قرآن پاک کے آئینہ میں

سورۃ العلق:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ"

(پڑھئے اپنے رب کے نام ساتھ جس نے پیدا کیا۔)

"خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ"

(انسان کو جمتے ہوئے خون کے لوتھڑے سے بنایا۔)

"اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ"

(پڑھئے! اور آپ کا رب بڑا بزرگ و برتر ہے۔)

"الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ"

(جس نے انسان کو قلم کے ذریعے علم سکھایا۔)

"عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ "

(انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔)(۱۳)

سورۃ محمد:

"اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا"

(کیا یہ لوگ قرآن مجید میں تدبر نہیں کرتے یا پھر ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔)(۱۴)

سورۃ الحجرات:

" اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا "

(جب آپ کے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو۔)(۱۵)

پہلی وحی میں انسانی زندگی میں تحقیق کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ یہاں پڑھنے، بار بار پڑھنے، لکھنے اور نا معلوم کو جاننے کی لگن کا درس ملتا ہے۔ تحقیق کا ماحصل ہی نا معلوم حقیقت اور سچائی کی تلاش ہے۔

معیاری تحقیقی کا عمل کیا ہے؟:

تحقیق کے عمل میں مختلف قسم کے مواد کے معیار کا تجزیہ معیاری تحقیق کہلاتا ہے۔

معیاری تحقیق عمل کے لئے ضروری اقدامات:

1۔ سوالات تحقیق واضع ہوں۔
2۔ متعلقہ سیاق و اسباق، تصورات اور نظریات کو سمجھنے میں پس منظر کی معلومات جمع کریں۔
3۔ معلومات کی بنیاد پر تحقیقی مسائل یا سوالات کے متعدد تشریحات یا جوابات تجویز کریں۔
4۔ شواہد کے لئے اپنی تحقیق کی بنیادی ہدایات کو استعمال کریں۔
5۔ متعلقہ شواہد کی تلاش جاری رکھیں۔
6۔ جانچ پرکھ، درستی اور مستقل خرابی کو یقینی بنانے کے لئے ثبوت کے معیارات اور وسائل کا استعمال کریں۔
7۔ دلائل کی منطق اور جواز کے ساتھ اپنے نتائج اخذ کرنے کے لئے احتیاط سے جائزہ لیں۔
8۔ ایک سے زیادہ ممکنہ نتائج کی صورت میں مضبوط ترین کیس کا انتخاب کریں۔
9۔ اپنی تحقیق کو بطور اکاؤنٹ اپنی رپورٹ تیار کریں۔(۱۶)

تحقیقی عمل کے مراحل

محقق اور اس کے راہنما دونوں میں کچھ مخصوص محقق اور راہ نما اوصاف کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان کے درمیان رابطہ رہے، تعلق رہے، رخنہ نہ آئے۔ اگر دونوں اپنے اپنے اوصاف کے حامل ہیں تو کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ کامیابی یقینی ہے۔

محقق کے اوصاف کی فہرست میں درج ذیل قویٰ کا ہونا ضروری ہے۔

1۔	قوتِ استدلال	اخذیاتی اور تخلیقی
2۔	قوتِ حافظہ	ادراک، مبنی بر دلائل
3۔	مراقبہ	مضبوط اور طویل

4۔ ذہنی صداقت اپنی جانب اور موضوع کی جانب

5۔ شوق اور حوصلہ بنیادی تخلیقی عمل سے متعلق

6۔ تجسس مستند اور فعال

محقق کے کام کی ابتداء تجسس سے ہوتی ہے۔ تجس سے پیدا ہونے والی تحریک جہاں جذباتی طور پر پریشان کرتی ہے وہاں ذہنی صلاحیتوں کو جلا بھی بخشتی ہے۔ کچھ عرصہ تک کام کرنے کے لئے تحقیقی عمل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ تحقیقی عمل کی تکمیل کے لئے محقق کو حقیقی مسرت اور انبساط ملتا ہے۔ جہاں تک محقق کی ذہنی صلاحیتوں کا تعلق ہے اس کے لئے سب سے زیادہ قوت استدلال کی ضرورت ہے۔ دوسری چیز مسلسل غور و فکر ہے۔ کبھی کبھی ذہن کی سوچنے کی رفتار سست بھی ہو سکتی ہے۔ ذہن کو فعال رکھنے کے لئے وسیع النظری بہت اہم جز ہے۔

ذہنی اعتبار سے محقق کو دیانت دار ہونا چاہئے اخلاقی صلاحیتوں کا حامل ہونا چاہئے۔ تخلیقی صلاحیت، فکر نو، قلبی تحریک اور خود اعتمادی ذہنی تحریک کے لئے ضروری خیال کئے جاتے ہیں۔

تحقیقی عمل کے مراحل کے لئے پروفیسر عبد الستار دلوی نے درج ذیل عناصر کو ضروری خیال کیا ہے۔

1۔ موضوع کا انتخاب، طریق کار کا تعین

2۔ موضوع کا سر چشمہ

3۔ دلچسپی اور ذوق عمل

4۔ انتخاب موضوع کا معیار

5۔ موضوع کی وسعت اور دائرہ عمل کا تعین (۱۷)

موضوع کے انتخاب کی ذمہ داری خصوصاً محقق پر ہوتی ہے، لیکن اصولی طور پر موضوع کے انتخاب میں راہنما کا مشورہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ موضوع کا انتخاب تحقیقی عمل کا اولین اور اہم ترین مرحلہ ہے۔ محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ تحقیق کے لئے طریقہ کار اپنے راہنما سے شیئر کرے۔ ایسا نہ ہو کہ محقق ایک مشین بن کر رہ جائے۔ محقق کو اپنے راہنما سے مسلسل رابطہ رکھنا چاہئے اور اس کی مشاورت کے تحت تمام امور پایہ تکمیل تک پہنچانے چاہئے۔

تحقیقی عمل کے لئے موضوع کا مرحلہ ذرا دشوار گزار ہوتا ہے البتہ کبھی کبھی کوئی موضوع اچانک سامنے آجاتا ہے۔ محقق کو چاہئے جو نام اس کے شعبے میں پہلے ہو چکے ہیں ان کا بغور مطالعہ کرے۔ محقق کا نظری ذوق عمل ہو۔ موضوع تحقیق نیا ہو اور اس ضمن میں ضروری مواد کا حصول بھی ممکن ہو۔ موضوع کا دائرہ عمل زیادہ وسیع نہ ہو جسے سمیٹا ہی نہ جا سکے۔

تحقیقی خاکہ نگاری کی اہمیت و افادیت:

تحقیقی مراحل میں خاکہ کا مرحلہ بہت اہم ہوتا ہے۔ اس میں پورے تحقیقی منصوبے (Research Proposal) کی تفصیلات کو درج کیا جاتا ہے۔ اس کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو کسی عمارت کے نقشے کی ہوتی ہے۔ اگر اس کی تعمیر سے پہلے نقشے کو تیار نہ کروایا جائے تو اس کی ساخت میں بہت سے نقائص رہ جانے کا امکان ہوتا ہے، مثلاً: عملی لحاظ سے ناکارہ ثابت ہونے کا خطرہ ہو سکتا ہے، اس کا جمالیاتی پہلو بری طرح متاثر ہونے کا امکان بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر محقق تحقیقی منصوبے کا خاکہ پہلے سے تیار نہیں کرتا، تو ممکن ہے کہ اس کے کام میں بہت سی خامیاں رہ جائیں یا اس کو بہت سی مشکلات سے دوچار ہونا پڑے۔ وہ محقق جو کسی حقیقی صورت حال کے مسائل اور مشکلات پر محتاط طریقے سے غور و فکر نہیں کرتا، وہ نہ تو موزوں فرضیات (Hypothesis) بنا سکتا ہے اور نہ ہی معلومات کی جمع آوری کے لیے موثر طریقے اختیار کر سکتا ہے۔

بقول سید جمیل احمد رضوی:

"مجوزہ موضوع کا خاکہ ایسی بنیاد فراہم کرتا ہے جس سے اس کی جانچ پر کھ آسان ہو جاتی ہے۔ محقق کے نگران کو بھی اس سے مدد ملتی ہے اور وہ واضح ذہن کے ساتھ اس کی راہنمائی کا کام کر سکتا ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ تحقیق کرنے والے کے سامنے وہ منصوبہ ہوتا ہے جس کو وہ مستقبل میں اختیار کرے گا۔"(۱۸)

خاکہ بنانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے بعد ذہنی طور پر مقالے کی ہیئت (Form) متعین ہو جاتی ہے۔ اس نقشے پر عمارت بنانا آسان ہو جاتی ہے۔

تحقیقی خاکہ بنانا ایک مسلسل عمل ہے

خاکہ بنانا مقالے کی تیاری کی طرح ایک مسلسل عمل ہے۔ مطالعہ شروع کرنے سے پہلے ذہن میں اس کے بارے میں کوئی تصور ہونا چاہیے۔ اگر نہیں ہے تو بیٹھ کر اپنے اخلاق اور فعال تخیل کو سر گرم عمل کیجیے اور کوئی نہ کوئی دھندلی ہی سہی، شکل متعین کیجیے۔ اس کے بعد مواد اکھٹا کیجیے، مطالعہ کیجیے اور اسے ترتیب دیجیے۔ بہت ممکن ہے کہا نتخاب موضوع کے لئے از حد ضروری ہے۔ موضوع ایسا انتخاب کیا جائے جو مضبوط ہو اور کام کو سمیٹنا بھی دشوار نہ سامنے موجود مواد کی روشنی میں بنائے ہوئے عارضی خاکے میں رد و بدل کرنا پڑے۔ اس کے بعد جب تسوید کریں گے تو معلوم ہو گا کہ بعض عنوانات پر بہت زیادہ لکھا گیا، بعض پر بہت کم۔ پھر سے ابواب کی گروہ بندی اور ترتیب کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ابواب کے اندرونی حصوں (باب میں ذیلی عنوانات والے اجزاء) کی ترتیب بدلی جا سکتی ہے۔ اس طرح تسوید کے ساتھ یا بعد میں۔ پھر خاکے کو آخری شکل دینی ہو گی۔ گویا خاکے کی تیاری اور اس کی آخری قلمی شکل میں منزلیں ہیں۔ نقش اول کام شروع کرنے پر مواد کی فراہمی سے بھی پہلے، نقش ثانی مواد کی فراہمی اور مطالعے کے بعد نقش آخر تسوید کے بعد۔ اگر خاکے میں اس طرح ارتقاء اور ترتیب کا عمل جاری رہے گا تو آخری خاکہ بہت باترتیب، چست اور منظم ہو گا۔

موضوع تحقیق کا انتخاب

تحقیقی عمل میں سب سے اہم اور مرکزی نقطہ موضوع کا انتخاب ہے۔ اگر صحیح طور پر موضوع کا انتخاب ہو جائے تو گویا آدھا کام ہو گیا۔
فن تحقیق کے ماہرین نے اس انتخابی عمل میں ایک محقق کے لئے درج ذیل امور کو پیش نظر رکھنا ضروری قرار دیا ہے:

1۔ موضوع صاف اور واضح ہو، اور اس میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔
2۔ طالب علم موضوع پر کافی عبور رکھتا ہو اور موضوع کی تعریف اور تشریح و توضیح بخوبی طور پر کر سکتا ہو۔
3۔ موضوع اتنا پھیلا ہوا نہ ہو کہ اس پر قابو نہ پایا جا سکے۔
4۔ ابتدائی طور پر بہ تحقیق کر کے اچھی طرح سے یہ دیکھ لیا جائے کہ موضوع پر وافر مقدار میں مواد موجود ہے یا کہ نہیں؟
5۔ کسی ایسے موضوع پر کام نہیں کرنا چاہیے جس پر بنیادی مواد ہی دستیاب نہ ہو۔
6۔ موضوع ہمیشہ نیا ہونا چاہیے، پرانے موضوعات کو دہرانا بے سود ہے۔
7۔ موضوع اسی صورت میں افادیت کا حامل ہو گا کہ اس سے تاریخ ادب کے کسی گوشے پر نئی روشنی پڑتی ہو۔
8۔ محقق میں تحقیق کا ذوق و شوق ہو اور جس مسئلہ (موضوع) پر وہ کام کر رہا ہے، اس کے ساتھ اس کی دلچسپی ہو۔
9۔ محقق کا ذہن بالکل غیر جانبدار ہو۔ اس میں کسی قسم کا ہلکا سا تعصب یا جانبداری کا رویہ نہ ہو۔ کیونکہ یہ دونوں باتیں تحقیق کے لیے زہر قاتل ہیں۔

10۔ مسئلے (موضوع) کے انتخاب میں محقق کا رویہ معروضی ہونا چاہیے۔ وہ پہلے سے کوئی نقطہ نظر لے کر نہ چلے بلکہ حقائق کی مدد سے کسی مسئلے کا تعین کرے۔

11۔ محقق نے تحقیق کے لیے جو مسئلہ منتخب کیا ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے جس فنی مہارت، قابلیت اور استعداد کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ محقق میں ضرور موجود ہونی چاہیے۔

12۔ تحقیقی مسئلے کے انتخاب میں محقق کو اپنی صحت، وقت اور مالی و مسائل کو بھی دیکھنا چاہیے تاکہ کام شروع کرتے وقت وہ یکسوئی اور اطمینان سے تحقیق کر سکے۔

13۔ اگر محقق کسی دانش گاہ میں مقالہ پیش کرنے کے لیے مسئلہ کا انتخاب کر رہا ہے تو پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ مسئلہ دانش گاہ کے معیارات پر پورا اترتا ہے یا کہ نہیں؟

14۔ کسی دانش گاہ(یونیورسٹی) میں مسئلہ پیش کرنے سے قبل یہ دیکھ لیا جائے کہ اس ادارے میں راہنمائی کے لیے ماہرین موجود ہیں یا نہیں ؟

15۔ علاوہ ازیں موضوع ایسا ہو کہ اشاعت کے بعد خاص وعام دونوں نوعیت کے قارئین کی اس میں دلچسپی ہو۔

16۔ بین العلوم (Inter-disciplinary) موضوعات شاندار سمجھے جاتے ہیں۔ ان سے مراد وہ موضوعات ہیں جن میں اردو ادب کے علاوہ کسی اور مضمون، علم یا فن کی معلومات بھی درکار ہوں۔

17۔ موضوع خالص تنقیدی نہ ہو۔ کیونکہ خالص تنقید کو تحقیق کا نام دینا مناسب نہیں۔

18۔ موضوع پر پہلے کام نہ ہو چکا ہو بلکہ ہو بھی نہ رہا ہو۔

19۔ اس موضوع کو اختیار نہیں کرنا چاہیے جس پر محقق نے خود پہلے مقالہ لکھا ہوا ہے، جیسے ایم فل کے موضوع کو پی ایچ۔ڈی کے لیے اختیار کرنا۔

20۔ موضوع زیادہ عمومی نہ ہو، کسی بڑے مصنف کی پوری زندگی اور جملہ تصانیف کو لے لینا بھی عمومی جائزہ بن کر رہ جائے گا مثلا: اقبال کو پورے کا پورا لے لیا جائے تو بہت سرسری کام ہو گا۔ اس میں گہرائی نہ ہو گی۔

21۔ جن شخصیتوں یا موضوعات پر بے خوفی سے نہ لکھا جائے، ان کو نہیں لینا چاہیے۔

22۔ کسی زندہ شخص پر کسی مصلحت یا مفاد کی خاطر تحقیقی کام نہیں کرنا چاہیے۔

23۔ زیادہ عالیہ موضوع سے احتراز مناسب ہے کہ اس کا مواد رسالوں ہی میں مل سکتا ہے، کتابوں میں نہیں، مثلاً کشمیری مہاجرین کے مسائل وغیرہ۔ ایسے موضوع کو پی۔ایچ۔ڈی کے لیے نہیں لینا چاہیے۔ کوئی مضمون یا کتاب لکھنی ہو تو دوسری بات ہے۔

24۔ زیادہ تخلیقی موضوع بھی آخر کار الجھن کا باعث ہو سکتا ہے، مثلاً: ”اردو عروض کا تاریخی و تنقیدی جائزہ“ وغیرہ۔

25۔ ایسا موضوع نہیں لینا چاہیے، جس کے بارے میں خاصا امکان ہو کہ بعد میں دلچسپی برقرار نہیں رہ سکے گی۔

26۔ مناظراتی موضوع بھی مناسب نہیں ہوتے، مثلاً: اردو ادب میں فرقہ پرستی وغیرہ۔

27۔ اگر کوئی ایسا موضوع لینا ہے جس میں کسی دوسری زبان کی معلومات بھی درکار ہوں، تو تاوقتیکہ اس زبان سے کماحقہ واقفیت نہ ہو، اسے نہیں لینا چاہیے جیسے "اردو تنقید پر عربی تنقید کا اثر وغیرہ۔

28۔ کم از کم سندی مقالوں کے لیے ایسا موضوع اختیار نہیں کرنا چاہیے جس کی تسوید میں فحاشی، عریانی یا جنس زدگی سے نہ بچا جا سکے۔ مثلاً

قدیم اردو نگاری میں فحش نگاری۔[۱۹]

بہرکیف عملی طور پر محقق کو اختیار موضوع کے سلسلہ میں اس امر کی تصدیق کر لینی چاہیے کہ وہ:

1۔ مسئلہ (موضوع) کے بارے میں کتنا اور کیا جانتا ہے؟

2۔ زیرِ غور مسئلہ پر اس سے بیشتر کتنا اور کیا کیا کام کیا گیا ہے؟

3۔ کیا موجودہ مسئلہ کی نوعیت دوامی قسم کی ہے؟

4۔ دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کیا ہے اور اس مسئلہ کے بارے میں ان کا ردِ عمل کیا رہا ہے؟

5۔ کیا دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ پر تحقیق کی ہے اور اس کا حل دریافت کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو نتائج کیا نکلے ہیں؟

انتخاب موضوع کے لیے امدادی وسائل:

تحقیق کے لیے کسی بھی نوعیت کے موضوع کا انتخاب مسلسل مطالعہ اور تحقیقی غور و خوض کا محتاج ہوتا ہے۔ فنِ تحقیق کے ماہرین نے اس کے انتخاب کے لیے امدادی وسائل و ذرائع متعین کیے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر احسان اللہ خاں کی آراء بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

1۔ تحقیقی مقالہ جات کا مطالعہ مسئلہ (موضوع) کے انتخاب میں کافی حد تک ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

2۔ مختلف مضامین کے مطالعہ کے دوران نوٹس تیار کرنا بھی مسئلہ کے انتخاب کے لیے اچھی عادت شمار ہوتی ہے۔

3۔ تحقیق سے متعلقہ لوگوں سے میل جول اور تبادلہ خیالات بھی مسئلہ کے انتخاب میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

4۔ کتب برائے حوالہ جات بھی تحقیقی مسئلہ کے منتخب کرنے میں مدد دیتی ہے۔

5۔ متعلقہ موضوع کے بارے میں فلموں، ٹی وی پروگراموں اور تحریری و تقریری تبصروں کو تنقیدی نگاہ سے دیکھنا بھی مسئلہ کے انتخاب میں آسانی پیدا کرتا ہے۔

6۔ تعلیمی اداروں، تحقیقی مراکز کے سربراہوں اور اراکین سے تعلیمی مسائل کے بارے میں تبادلہ خیال بھی مسئلہ کے انتخاب میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

7۔ اساتذہ اور طلباء سے ان کے مسائل کے بارے میں ملاقاتیں کرنا بھی مسئلہ کے انتخاب کا موثر ذریعہ ہے۔[۲۰]

اس بحث سے ثابت ہوا ہے کہ "تحقیق میں ایک اچھے موضوع کا انتخاب بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، جو موضوع مقررہ معیارات پر پورا اترتا ہو اس سے تحقیق کا اعلیٰ معیار قائم ہوتا ہے۔ ایک محقق کو کام کی ابتداء ہی سے تمام امکانات کا جائزہ لے کر کام شروع کرنا چاہیے۔ خصوصاً ہمارے نوجوان محققین اگر مندرجہ بالا معیارات کو سامنے رکھیں تو وہ یقیناً بہتر کام پیش کر سکیں گے۔

تحقیقی خاکہ نگاری کے لئے رہنما خطوط:

خاکہ کی کوئی مسلمہ شکل و صورت اور ہیئت نہیں ہوتی۔ موضوع و عنوان کی تبدیلی سے خاکہ کی صورت بدل جاتی ہے لیکن ہر خاکہ میں چند بنیادی عناصر ضرور ہوتے ہیں۔ خاکہ تحقیق برائے مقالہ، موضوع کا تعارف، ضرورت و اہمیت، موضوع کی تحدید (اگر ضرورت ہو)، سابقہ کام کا جائزہ، فرضیہ تحقیق بنیادی سوالات منہج تحقیق، تبویب اور مجوزہ مصادر و مراجع پر مشتمل ہو، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) صفحہ عنوان(Title Page):

ہر یونیورسٹی میں خاکہ بنانے کا ایک فارمیٹ ہوتا ہے مگر عمومی و اساسی معلومات ایک سی ہوتی ہیں۔ صفحہ عنوان (Title Page) درج ذیل معلومات پر مشتمل ہو گا:

1- عنوان تحقیق(Title)

2- درجہ تحقیق(Level)

3- جامعہ کا مونو گرام(Logo of GCUF)

4- محقق کا نام، رول نمبر، رجسٹریشن نمبر(Name, Roll No., Registration No.)

5- مجوزہ نگرانِ مقالہ کا نام(Proposed Supervisor's Name)

6- شعبہ کا نام اور تعلیمی سیشن(Session & Department)

7- یونیورسٹی / ادارہ کا مکمل نام یعنی گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی فیصل آباد" لکھا جائے، صرف جی سی یونیورسٹی لکھنے سے گریز کیا جائے۔

(ب) مقدمہ(Preface):

مقالہ میں مقدمہ کام مکمل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں جبکہ خاکہ سازی میں مقدمہ سب سے پہلے لکھا جاتا ہے۔ مقدمہ خاکہ درج ذیل امور کی توضیح و تشریح پر مشتمل ہونا چاہیے:

۱۔ موضوع کی تعارف (Introduction to the topic):

محقق جامع مگر مختصر کلمات میں اپنے موضوع کا تعارف ذکر کرتا ہے تا کہ قاری و ناظر چند سطور کے مطالعہ ہی سے موضوع سے متعارف ہو جائے۔

۲۔ اہمیت موضوع(Importance of Topic):

مقدمہ خاکہ میں موضوع کی اہمیت و قدر و قیمت کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ مسئلے کا حل کس نظریہ اور عمل پر اثر انداز ہو گا اور وہ کون کون سے نکات اور امور و مسائل ہیں جو اس کی قدر و قیمت اور اہمیت پر دلالت کرتے ہیں تا کہ اس موضوع پر عمل کے محرکات اور جوازات کا اندازہ ہو سکے۔

۳۔ سببِ انتخاب (Justification/Causes of selection):

مقدمہ میں موضوع تحقیق کے انتخاب کے اسباب و علل کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ کام کی Justification ثابت ہو سکے۔ اور اس کے Benefits سے آگاہی ہو سکے۔

۴۔ فرضیہ تحقیق / بنیادی سوالات(Hypothesis/Basic Questions):

موضوع سے متعلق اٹھنے والے اہم سوالات اور ان کے متوقع جوابات ذکر کیے جاتے ہیں یہ سوالات وہ اندازہ اور محور ہوتے ہیں جو تکمیل تحقیق سے قبل محقق کے ذہن میں ہوتے ہیں جن کی توثیق یا تردید تکمیل عمل کے بعد ہی صحیح ثابت ہو سکتی ہے۔ فرضیہ تمام تحقیقات میں ضروری بھی نہیں ہوتا لیکن آج کل اس امر کو مستحسن اور ضروری قرار دیا جاتا ہے تا کہ بنیادی امر اور دلیل دوران کام محقق کے ذہن میں رہے اور وہ بہتر نتائج اخذ کر سکے۔

۵۔ مقاصدِ تحقیق(Objectives):

تحقیق کے بنیادی مقاصد اور اہداف ذکر کیے جاتے ہیں جن کا حصول محقق کا محور اول اور بنیادی مقصد ہوتا ہے۔

۶۔ سابقہ کام کا جائزہ(Review of Literature):

مقدمہ میں اس نکتہ کے تحت اس بات کا ذکر مقصود ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ ہے کیا؟ اور کس کس نے اس پر کیا کیا کام کیا ہے؟ اور آپ

کیا کرنا چاہتے ہیں؟ تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس نکتہ یا مسئلہ پر پہلے تحقیق نہیں ہوئی جس کو آپ نے موضوع تحقیق بنایا ہے گویا یہ کام کی ایک جائزہ رپورٹ ہے جو محقق خاکہ تحقیق میں پیش کر رہا ہوتا ہے۔

۷۔ منہج تحقیق(Research Methodology) :

جس طرح ہر کام کے کرنے کا ایک طریقہ کار اور منہج ہوتا ہے جس کو اختیار کرنے سے وہ کام بہتر انداز میں تکمیل کے مراحل سے گزرتا ہے اسی طرح تحقیقی کام بھی ایک خاص منہج کا متقاضی ہوتا ہے۔لہذا محقق موضوع تحقیق کی مناسبت سے اپنے لیے مختلف مناہج میں سے کسی ایک یا دو مناہج کا انتخاب کرتا ہے اور مقدمہ خاکہ میں اس کا ذکر کرتا ہے۔عام طور پر جو مناہج معروف اور متداول ہیں ان میں وصفی عقلی تحلیلی، تقابلی منطقی، استقرائی، استدلالی، استنباطی، تجرباتی، شماریاتی اور تکاملی قابل ذکر ہیں۔اسی طرح محقق نے اس بات کی توضیح بھی کرنا ہوتی ہے کہ اسے اس موضوع پر کیا درکار ہے اور اسے کون کون سے وسائل تحقیق کو استعمال کرنا ہے،لہذا محقق اس تمام عمل کو بیان کرے گا جو دوران تحقیق اس نے کرنا ہے،وہ مواد جو اس نے سوالنامہ یا انٹرویو کے ذریعہ حاصل کرنا ہے بھی ذکر کرے گا۔

(ج) تبویب(Chapterization):

یہ حصہ بھی خاکہ تحقیق کا ایک اہم حصہ ہے۔اس عنوان کے تحت مقالہ کے تمام ابواب وفصول(ذیلی ابواب) کے عناوین کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔البتہ ابواب فصول اور ان کے عناوین کے درمیان ربط و تعلق اور تنظیم و تنسیق بہت ہی ضروری ہے کیونکہ اس پر موضوع تحقیق کے تمام پہلوؤں کا انحصار ہے جو تقسیم کار جتنی واضح مفصل اور تمام جوانب کا احاطہ کر رہی ہو وہ اتنی ہی معیاری و عمدہ منصور ہو گی۔

لہذا محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ موضوع کے تمام پہلوؤں اور جوانب کا باریک بینی سے جائزہ لے اور انہیں تقسیم کار میں شامل کرے تاکہ اس کے اس تحقیقی عمل کا کوئی پہلو نظر انداز نہ ہو اور محقق کی یہ کاوش جامع ہو۔

(د) مجوزہ مصادر و مراجع کی فہرست(Proposed Sources) :

دوران تحقیق موضوع کی مناسبت سے جن کتب سے استفادہ کرنا ہو ان کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ محقق کو معلوم ہو کہ اس نے کن بنیادی کتب سے استفادہ کرنا ہے اور یہ فہرست الف بائی طریقہ کے مطابق تیار کی جاتی ہے۔[۲۱]

۳۔ تحقیقی مقالہ کے اجزاء کی ترتیب:

بمطابق ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس،ڈاکٹر محمد ارشد اویسی،ڈاکٹر افتخار احمد خان

تحقیقی مقالات کے اجزاء وعناصر کی ترتیب درج ذیل ہو گی:

3.1 صفحہ عنوان مقالہ برائے سرورق(جلد) ملاحظہ کیجیے نمونہ "الف"

3.2 صفحہ عنوان برائے مقالہ، ملاحظہ کیجیے نمونہ "ب"

3.3 نگران کمیٹی (Supervisory Comittee) برائے مقالات ایم فل اور پی ایچ۔ڈی، ملاحظہ کیجئے نمونہ "ملاحظہ کیجئے نمونہ "ج"

3.4 حلف نامہ(Declaration By the Scholar)ملاحظہ کیجیے نمونہ "د"

3.5 تصدیق نامہ(Certificate By the Supervisor)ملاحظہ کیجیے نمونہ "ھ"

3.6 فہرست مشمولاتِ مقالہ(Index of Contents)

3.7 مقدمہ (Preface) تحقیقی مقالات کا مقدمہ حمد و ثناء، موضوع کا تعارف واہمیت، تحدید موضوع، سببِ انتخاب، فرضیۂ تحقیق / بنیادی سوالات، سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ، منہج تحقیق، بنیادی مصادر و مآخذ، تبویب، مشکلات و مصائب کا ذکر اور ان پر غلبہ کیسے پایا،

کلمات شکر و تقدیر پر مشتمل ہونا چاہئے۔

3.8 بنیادی تحقیق (Basic Research) باب اول تا اختتام اصل تحقیق کا مسودہ پیش کیا جائے جو محقق نے دوران تحقیق تحریر کیا۔

3.9 نتیجہ بحث(Results/ Findings of Research)

3.9.1 سفارشات(Recommendations)

3.9.2 فہارس (Indexes) تحقیقی مقالہ تمام بنیادی فہارس خصوصاً قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اعلام و اماکن، ابیات، اقوال اور مصادر و مراجع کی فہرست پر مشتمل ہو اور تمام فہارس الف بائی ترتیب سے ہوں گی البتہ قرآنی آیات کی ترتیب سورہ قرآن کے مطابق ہو گی۔ موضوع کی مناسبت سے فہارس میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ (۲۲)

تحقیقی مقالہ کے تشکیلی عناصر:

ڈاکٹر عبد الحمید خان عباسی نے "خاکہ" کی تشکیل اور ہیئت کے لئے درج ذیل عنوانات کا انتخاب کیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

(۱) مسئلے کا بیان

(۲) لٹریچر کا جائزہ

(۳) موضوع کی اہمیت

(۴) مفروضات

(۵) نمونہ بندی

(۶) آلات کا استعمال

(۷) تحقیق کا طریقہ کار

(۸) جدول اوقات

(۹) ماہر اساتذہ کی کمیٹی اور خاکہ (۲۳)

ڈاکٹر محمد ہارون قادر تحقیق نظری مباحث پر قلم آزمائی کے لئے ایک ایسا امتیاز رکھتے ہیں جو کم لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔ انہوں نے ایک اچھے خاکہ کی درجہ بندی یوں کی ہے:

ا۔ دیباچہ:

یہ مقالے کا پہلا حصہ ہوتا ہے۔ لیکن اسے مقالے کی تکمیل کے بعد تحریر کیا جاتا ہے۔ اس میں موضوع کا تعارف، موضوع کی حدود، پس منظر اور تحقیقی کام کے اغراض و مقاصد کا بیان ہوتا ہے۔ تحقیقی عمل کے پایہ تکمل تک پہنچ جانے پر بھی کئی نئے گوشے، نئی چیزیں، موضوع سے متعلق کچھ نئے پہلو سامنے آتے ہیں۔ لہذا ان سب کا تذکرہ دیباچے میں کر دیا جاتا ہے۔ دیباچ کی جگہ تعارف، پیش لفظ، سخن ہائے گفتنی، چند گزارشات، احوال واقعی وغیرہ بھی لکھا جاتا ہے۔ مگر اس کے بنیادی اجزا وہی رہتے ہیں۔ دیباچے کا اسلوب جذباتی اور بے ربط ہونے کی بجائے منطقی ہوتا ہے۔ تحقیق کار اپنے تحقیقی کام کے طریقہ کار اور ابواب کا تعارف بھی دیباچے میں کرتا ہے۔ دیباچے کے آخر میں اظہار تشکر کے طور پر ان تمام احباب کا شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے تحقیق کار کی مقالہ تحریر کرنے میں مدد کی ہے۔

۲۔ پس منظر:

عام طور پر پس منظری معلومات کا بیان مقالے میں اس کے حجم کو بڑھانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جدید طریق تحقیق میں مقالے کی

کیفیت، کمیت کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ لہٰذا اگر پس منظری ضروری معلومات کے بغیر موضوع مبہم ہو تو ایسی معلومات ضرور دی جائیں۔ ورنہ محض روایت کا ذکر کرنے کے لیے صفحات سیاہ کرنا مناسب نہیں ہے۔

۳۔ابواب بندی:

ابواب بندی کے لیے اعلیٰ درجے کے تحقیقی مقالوں اور معیاری تحقیقی کتب سے مدد لی جاتی ہے۔ محقق تجربہ کار اساتذہ یا اپنے مقررہ نگر ان سے بھی اس سلسلہ میں مدد لے سکتا ہے۔ ابواب بندی کرتے ہوئے دیکھنا چاہیے کہ ان میں منطقی ربط اور تسلسل موجود ہو اور ہر باب میں موضوع سے متعلق مسائل کی تشریح ہو۔

۴۔اختتامیہ:

مقالے کا آخری باب اختتامیہ کہلاتا ہے۔ تحقیق کار اپنی تحقیق کے مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے تمام تر Findings کو جمع کرتا ہے۔ اس حصہ میں وضع کردہ مفروضوں کی تائید یا تردید کی جاتی ہے۔

۵۔ کتابیات:

کتابیات سے مراد تحقیق کار کے زیر مطالعہ وہ کتب ہیں جو اسے مقالہ تحریر کرتے وقت پڑھنا پڑیں۔ ان کی فہرست وہ اپنی تحقیق سے قبل اور تحقیق کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے بعد تیار کرتا ہے۔ مقالے کے کتابیات والے حصے کے مطالعہ سے ممتحن یا قاری مقالے کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ لگاتا ہے۔ اولین مرحلے میں ابتدائی کتابیات کی فہرست تیار ہوتی ہے مگر مقالے کے اختتام تک کتابیات میں بہت حد تک تبدیلی آجاتی ہے۔ کچھ کتابیں کم ہو جاتی ہیں اور بعض کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ کتابیات میں مختلف کتابوں اور دیگر ماخذ کا اندراج مصنف کے حوالے سے الف بائی ترتیب میں کیا جاتا ہے۔

کتابیات کے ضمن میں ڈاکٹر عبدالرزاق قریشی لکھتے ہیں:

> ”کتاب یا مقالہ کے خاتمہ پر مآخذ کی فہرست دینا آج کل کا عام دستور ہے۔ اس فہرست سے اصل کتاب کے مآخذ معلوم ہونے کے علاوہ مواد کے استناد، اہمیت وافادیت وغیرہ کا اندازہ ایک جھلک میں ہو جاتا ہے۔ کتابیات محض کتابوں کے زیادہ سے زیادہ نام گنوانے کے لیے نہ ہوں۔ جو کتاب براہ راست موضوع سے تعلق رکھتی ہو اور اس سے مصنف یا مقالہ نگار نے اپنی تصنیف یا مقالہ میں استفادہ کیا ہو۔“[۲۴]

۶۔ ضمیمہ:

تحقیق کے دوران اگر ایسی معلومات حاصل ہوں جو تحقیق اور قاری دونوں کے لئے سود مند ہوں۔ مگر متن میں ان کا ذکر متن کی روانی کو متاثر کرے تو ایسی معلومات کا ذکر ضمیمے میں کیا جاتا ہے۔ بعض اہم معلومات، مقالہ نگاری کے بالکل آخری مراحل میں حاصل ہوتی ہیں۔ ان کو بھی ضمیمے میں جگہ دی جائے گی۔ لیکن ضمیمہ ہر تحقیق کا ضروری جزو نہیں ہے۔ زیادہ تر اس کا شمول یا خروج مصنف یا تحقیق کار کی صوابدید پر ہوتا ہے۔

ضمیمہ کو تعلیقہ بھی کہتے ہیں۔ تعلیقہ کی جمع تعلیقات ہے۔ یعنی ضمیمہ، یہ کتاب یا مقالات کے آخر میں ایک یا ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ پروفیسر عبدالستار دلوی ضمیمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ”ضمیمہ کے تحت عام طور پر امواد کا ذکر کیا جاتا ہے جو پیش کردہ مقالے سے متعلق اور اس کے لیے مفید تو ہوتا ہے لیکن اگر مقالے کے متن میں اس کو شامل کر دیا جاتا تو مقالے کے انداز پیش کش کے لیے نامناسب ثابت ہوتا۔ فرض کیجئے کہ

کوئی مقالہ کسی ہم عصر شاعر یا مصنف کے بارے میں پیش کیا جارہا ہے۔ محقق نے اس مصنف یا شاعر سے انٹرویو کر کے اپنے سوالات کے جوابات حاصل کر لیے تو ان سوالات اور جوابات کو ضمیمے میں دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کا زائد اور موضوع سے متعلق مواد بھی ضمیمے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اختصارات، نقشہ جات اور ضروری تقابلی جدولیں بھی ضمیمے کے طور پر دی جا سکتی ہیں۔"(۲۵)

ضمیمہ کے سلسلہ میں ڈاکٹر عبد الرزاق قریشی لکھتے ہیں:

"بعض اوقات کتاب کی طباعت کے دوران میں مفید مواد حاصل ہوتا ہے اسے بھی ضمیمے کے طور پر شامل کیا جائے نقشے، ڈائیگرام وغیرہ بھی ضمیمے کے طور پر دیگر جا سکتے ہیں۔"(۲۶)

ضمیمہ میں کسی شخصیت کی اسناد، سرکاری دستاویزات، تصاویر، غیر مدون کلام، موضوع سے غیر متعلقہ نگارشات پر تبصرہ وغیرہ وغیرہ بھی شامل کیا جاتا ہے۔

۷۔اشاریہ:

اشاریہ کو انگریزی میں Index کہتے ہیں۔ مقالے یا کتاب میں جو اسماء مقامات اور اہم کتب ہیں اشاریہ میں ان سب کا تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ قاری محقق یا تبصرہ نگار کسی جگہ، نام، کتاب کو تلاش کرنا چاہے تو اشاریہ اس کی نشاندہی کر دے۔ اگر کتاب زیادہ ضخیم ہو تو اشاریہ کو مختلف حصوں میں بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً(1) اشخاص کے نام(۲) مقامات کے نام(۳) کتابوں کے نام۔

اشاریہ کے سلسلہ میں ڈاکٹر عبد الرزاق قریشی لکھتے ہی:

"موجودہ دور میں اشاریہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، اور یہ ہے بھی حقیقت نہایت مفید اور کام کی چیز، اس سے عام قاری کو بھی فائدہ پہنچا ہے اور تحقیق کرنے والے کو بھی، خصوصائیے محقق کو اس کے ذریعہ اس کی رہنمائی بھی ہوتی ہے اور وقت بھی بچتا ہے۔ اس لیے اشاریہ محنت اور دلچسپی سے تیار کرنا چاہیے اور جتنے اہم موضوع کتاب میں ہوں سب کا اشاریہ بنانا چاہیے۔"(۲۷)

۸۔سفارشات / تجاویز:

اگر محقق موضوع کی مناسبت سے کچھ تجاویز دینا چاہے یا عملی تحقیق میں پیش آمدہ مسائل یا نے محقق کے لیے موضوعات کی فہرست پیش کرنا چاہیے تو اس حصے میں اس کا تذکرہ کیا کیا جائی گا۔ لیکن یہ بھی ایک اختیاری حصہ ہے۔

سندی تحقیق میں خاکہ عموماً ٹائپ، ہاتھ سے لکھا ہوا یا کمپوز کیا جاتا ہے۔ خاکہ سازی میں متعلقہ ادارہ یا نگران محقق کی رہنمائی کرتا ہے۔ عموماً خاکہ کی پیش کش کے لیے گیارہ ساڑھے آٹھ یا اے فور سائز کا سفید کاغذ استعمال کیا جاتا ہے خاکہ کو چاروں طرف حاشیہ چھوڑ کر لکھا یا ٹائپ کیا جاتا ہے اور پھر اس کی جلد بندی کی جاتی ہے، اس مقصد کے لئے رنگ بائنڈنگ یا ٹیپ بائنڈنگ کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔

تحقیقی مقالہ کا اسلوب:

تحقیقی مقالہ کے اسلوب کے حوالہ سے چند اہم ترجیحات کا تعین کیا جاتا ہے:

بقول پروفیسر محمد ہارون قادر: ر:

1۔ مقالے کا عنوان افسانوی طرز کا نہ ہو بلکہ واضح اور غیر جذباتی ہو۔

2۔ اقتباسات براہ راست نہ دیئے جائیں۔

3۔ فارسی تراکیب کا استعمال اسلوب کی دلکشی کو گرہن لگا دیتا ہے۔

4۔ صیغہ فاعل کا استعمال صیغہ مفعول کے مابلے میں زیادہ ہو۔

5۔ تکرار کے حامل جملوں پر محقق خصوصی توجہ دے۔ الفاظ کے انتخاب میں تنوع اور صحت کا خیال رہے۔

6۔ المختصر مقالے کی پیشکش میں اسلوب کی حیثیت مسلم سے مقالے میں واضح فکر، مواد کی منطقی ترتیب، صحیح ترجمانی مقالے کی اہمیت بڑھا دیتی ہے۔ جبکہ جذباتی طرز استدلال اور ناصحانہ انداز بیان سے اس کی افادیت کم ہو سکتی ہے۔ اسلوب پر ہی مقالے کے واضح اور مدلل ہونے کا دارومدار ہوتا ہے۔ لہذا یہ امر خصوصی توجہ کا متقاضی ہے۔

7۔ موزوں الفاظ کا استعمال کیا جائے غیر موزوں الفاظ نہ صرف مقالے کی چاشنی اور حسن کو ماند کرتا ہے بلکہ تحقیق کو گنجلک بنا دیتا ہے۔

8۔ محقق کی یہ خوبی ہے وہ اپنے موقف میں اختصار سے کام لے مگر جامعیت برقرار رہے۔

9۔ مقالے میں الفاظ، جملوں اور پیراگراف کے درمیان ہم آہنگی ہونی چاہئے۔

10۔ تعریف و توصیف سے اجتناب برتا جائے۔

11۔ حوالہ جات ٹھوس اور مستند ہوں۔

12۔ ابہام سے پاک متن کا انتخاب کیا جائے۔

13۔ مخففات اور محاورات سے اجتناب کیا جائے۔

14۔ تحریر ذاتی تعصبات سے پاک ہو۔

15۔ جذباتی تحریر سے گریز کیا جائے۔

16۔ مکالماتی انداز تحقیقی مقالہ کا حسن ماند کر دیتا ہے۔ ضمائر متکلم ہم، میں، تم، ہمارا کا استعمال نہ ہو۔

17۔ عالمانہ انداز نہ اپنائیں۔ تحریر جس قدر پیچیدہ ہو گی مقالے کا حسن ماند پڑ جائے گا۔ تشبیھات، استعارات، ضرب الامثال کا بلدرجہ استعمال تحریر کو پیچیدہ بنا دیتا ہے۔

18۔ رموز اوقات کا استعمال کی اجائے۔ اس سے تحریر نکھر کر سامنے آتی ہے۔ واضح ہو جاتی ہے۔ [۲۸]

نتائج

تحقیق ایک خالص ادبی و سائنسی فن کا نام ہے، مشرق و مغرب میں ماہرین نے اس کی متعدد تعریفیں پیش کی ہیں۔ بالاختصار یہ نامعلوم سے معلوم اور ابہام سے حقیقت کی تلاش تک کا سفر ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے اس کے لئے ماہرین تحقیق منتظمین تعلیمی ادارہ جات، محققین طلبہ سے ملاقات ضروری ہوتی ہے۔ مزید بر آں جس موضوع پر تحقیق درکار ہو اس موضوع پر کلیدی ماخذوں کا مطالعہ بھی اشد ضروری ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وسائل مادی و افرادی کو بھی تحقیقی عمل کے دوران مد نظر رکھنے سے ہی تحقیقی عمل کی کامیابی اور موزوں موضوع کے انتخاب میں تکمیل کی ضمانت ملتی ہے۔

سفارشات

تحقیقی عمل کے معیار کو برقرار رکھنے اور اس کی جزئیات کی تکمیل کے لئے مندرجہ ذیل امور کو مد نظر رکھا جانا چاہئے۔

ا۔ طالب علم کو تحقیق کا لغوی، اصطلاحی مفہوم اور تقاضوں سے واقف ہونا چاہئے۔

۲۔ تحقیق کے لئے ذاتی دلچسپی، لگن اور موضوع سے مکمل شناسائی اور تکمیلی مطالعہ تک پہنچنے کے لئے درکار سفر تک ذہنی آمادگی اور تحریک وترغیب میسر رہنی چاہیے۔

۳۔ موضوع کے انتخاب سے لے کر تحقیقی مقالہ کی مکمل تیاری اور سپردگی تک اپنے تعلیمی ادارہ پر درس گاہ / دانش گاہ / جامعہ کے تحقیقی مقالہ سے متعلق قواعد وضوابطہ سے مکمل آگہی ہونی چاہیے۔

۴۔ تحقیق ہمیشہ مفید ضرورت کے مطابق مطلوب اور دسترس کے اہل موضوع پر ہونی چاہیے۔

۵۔ تحقیق بہت زیادہ تخلیقی، فرقہ پرستی پر مبنی اور فحش نگاری سے متعلق موضوعات پر اختیار کرنے میں گریز بہتر ہے۔

حوالہ جات

۱۔ احمد دہلوی، سید، مولوی، فرہنگ آصفیہ، جلد اول، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، س ن، ص:۵۰۵

۲۔ فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات اردو جامع، لاہور: فیروز سنز، س ن، ص:۳۱۲

۳۔ مالک رام، تحقیق کیا ہے، مشمولہ: ابجد تحقیق، از ڈاکٹر ہارون قادر، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، س ن، ص:۳۱۲

۴۔ عبد الودود، قاضی، اصول تحقیق، مشمولہ: تحقیق و تدوین، جلد اول، مرتبہ: سید محمد ہاشم، علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی، ۱۹۷۸ء، ص:۳

۵۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع دوم، ۲۰۰۲ء، ص:۱۰

۶۔ نذیر احمد، تاریخی تحقیق کے بعض بنیادی مسائل، مشمولہ: تحقیق و تدوین، جلد اول، مرتبہ: سید محمد ہاشم، سید، علی گڑھ، شعبہ اردو، مسلم یونیورسٹی، ۱۸۷۵ء، ص:۵۲

۷۔ عبد اللہ، سید، ڈاکٹر، مباحث، لاہور: مجلس ترقی ادب، فروری ۱۹۶۵ء، ص:۳۶۵

۸۔ افتخار حسین، آغا، اہل قلم اور اہل تحقیق حضرات کی خدمت میں چند مووصات، مشمولہ: نگار، شمارہ ۶، کراچی، ۱۹۶۵ء، ص:۸

۹۔ Oxford English Dictionary on historical principles vol:8 Page156

۱۰۔ www.webtons on since

۱۱۔ نجم الاسلام، ڈاکٹر، تحقیق کی تعریفات، مشمولہ: تحقیق شناسی، مرتبہ: رفاقت علی شاہد، لاہور: القمر انٹر پرائزز، ۲۰۰۳ء، ص:۲۷

۱۲۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، اسلام آباد: ادارہ قومی زبان، طبع دوم، ۲۰۰۲ء، ص:۱۳

۱۳۔ سورۃ العلق، آیات نمبر ۱۔۵

۱۴۔ سورۃ محمد، آیت نمبر ۲۴

۱۵۔ سورۃ الحجرات، آیت نمبر ۶

۱۶۔ از ویب سائٹ علم ڈاٹ پی کے

۱۷۔ عبد الستار دلوی، پروفیسر، تحقیقی عمل کے مراحل، مشمولہ: اردو میں اصول تحقیق، از ڈاکٹر سلطانہ بخش، لاہور: جنوبی پاکستان اردو اکیڈمی، ۲۰۰۹ء، ص:۴۴۔۵۰

۱۸۔ جمیل احمد رضوی، سید، لائبریری سائنس اور اصول تحقیق، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، اشاعت دوم، ۱۹۹۲ء، ص: ۸۴۔۸۵

۱۹۔ عبد الحمید خان عباسی، ڈاکٹر، اصولِ تحقیق، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۲ء، ص:۱۲۱۔۱۲۳

۲۰۔ احسان اللہ خان، ڈاکٹر، تعلیمی تحقیق اور اس کے اصول و عبادی، نگارشات میاں چیمبر ز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص:۴۷

۲۱۔ ہمایوں عباس شمس، ڈاکٹر، افتخار احمد خان، ڈاکٹر، محمد ارشد اویسی، ڈاکٹر، ہدایات برائے خاکہ سازی و تحقیقی مقالات فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، فیصل آباد: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، س ن، ص ۵۔۹

۲۲۔ ایضاً، ص ۵۔۹

۲۳۔ عبد الحمید خان عباسی، ڈاکٹر، اصولِ تحقیق، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۳ء، ص:۱۲۷۔۱۳۰

۲۴۔ محمد ہارون خاں قادر، پروفیسر، ابجد تحقیق، لاہور: الوقار پبلی کیشنز، س ن، ص:۹۹۔۱۰۴

۲۵۔ عبد الرزاق قریشی، ڈاکٹر، خاکہ سازی تحقیقی میدان میں پہلا قدم، مشمولہ: ابجد تحقیق، از ڈاکٹر ہارون قادر، لاہور: گنج شکر پریس، ۲۰۱۰ء، ص:۹۲۔۹۳

۲۶۔ عبد الستار دلوی، پروفیسر، خاکہ سازی تحقیقی میدان میں پہلا قدم، ایضاً۔

۲۷۔ قریشی، عبد الرزاق، ڈاکٹر، خاکہ سازی تحقیقی میدان میں، پہلا قدم .. ایضاً۔

۲۸۔ ایضاً